TQ Lesson 193 Surah Shura Ayat 141-191 tafseer2

آیت نمبر 175- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ
ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

حضرتِ لوط علیہ السلام کے واقعے سے ہمیں کیا پیغام ملتا ہے؟ عمل کے کیا اصول پتہ چلتے ہیں؟ **اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَـاٰيَةً** تو اس میں ہمارے لئے کونسی **اٰيَةً** ہے؟ کونسی نشانی ہے؟ تو پہلی بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے کہ ہم جنس پرستی جو ہے یہ بڑا قبیح جرم ہے ہم جنس پرستی آپ دیکھ لیجئے کہ یہ اتنا گھناؤنا جرم ہے اور یہ وہ قوم تھی جو گناہوں کی دلدل میں دھنسی ہوئی تھی یہ وہ قوم تھی جس نے اس فعلِ بد جس کو ہم جنس پرستی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی ابتدا کی تھی اور اب یہ بد فعلی پوری دنیا میں عام ہے تو بعض ممالک ایسے ہیں جو قانوناً اس کو جائز سمجھتے ہیں انہوں نے اس کوجائزتسلیم کر لیا ہے تو سرے سے گناہ کا تصور ہی نہیں ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ عملِ قومِ لوط یا مرد اور عورت کا ناجائز جنسی ملاپ اگر آپس میں اجازت سے ہو آپس کی رضا مندی سے ہو تو وہ یہ کہتے ہیں کہ پھر یہ جرم نہیں ہے اور جب مرد اور عورت کا تعلق یہ کہتے ہیں تو پھر دو مردوں کا آپس میں بد فعلی کرنا ان کے نزدیک کیسے گناہ یا ناجائز ہو سکتا ہے پہلی بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ ہم جنس پرستی حرام ہے ،ہم جنس پرستی خواہ مردوں کی مردوں کے ساتھ ہو عورتوں کی عورتوں کے ساتھ ہو تو یہ چیز حرام ہے اور یہ غیر فطری ،غیر طبعی عمل ہے اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم گناہوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی اور وہ یہ کام سرعام کرتے تھے، محفلوں میں کرتے تھے، راستوں میں کرتے تھے ،زبردستی کرتے تھے حتی کہ اگر کوئی مسافر بھی ان کے پاس آ جاتا تو اس کو چھوڑتے نہیں تھے جیسے کہ فرشتے ان کے پاس آئے تو کیسے ٹوٹ پڑے ان کے اوپر تو پہلی بات کیا ہے کہ ہم جنس پرستی یہ حرام ہے اور ہمیں بھی اس بات پر دیکھنا چاہئے کہ کہیں مغرب کے اثرات ہمارے نوجوان جو ہاؤسٹلز میں رہتے ہیں یا جو عام جگہیں ہیں وہاں پر اکٹھے ہوتے ہیں ان پر تو نہیں آ رہے کیونکہ بعض ہاؤسٹلز میں بھی اور جہاں پہ بچے اکٹھے رہتے ہیں تو وہاں پہ اس بات کا پتہ چلا ہے اخبارات میں بھی خبریں آئی ہیں دوسری بات کہ یہ جو ہم جنس پرستی ہے یہ کیونکہ فطرت کے خلاف جنگ ہے اور جب کوئی قوم یا کوئی فرد وہ غیر فطری عمل کرتا ہے غیر طبعی عمل کرتا ہے تو پھر کیا ہے کہ اس کے مضر اثرات ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے ہمارے لئے وہی عمل جائز اور حلال رکھے ہیں جو ہمارے لئے مفید ہیں نفع بخش ہیں اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا ہے اور حرام قرار دیا ہے جو ہماری دنیا میں ہمارے لئے نقصان دہ ہیں یا آخرت کے لحاظ سے نقصان دہ ہیں تو انسان کی فطری خواہش کی تسکین کے لئے اللہ تعالی نے عورت کو پیدا کیا اور انسانی شہوت کی تسکین کے لئے نکاح کا مقدس نظام انسانوں میں رائج کیا اور اس لئے نکاح کو آسان رکھا گیا ہے اس کو رسموں میں اور مختلف بندھنوں میں جکڑ نہیں دیا گیا تاکہ انسانوں کے جو جذبات ہیں ان کو مناسب راہ مل سکے نسل انسانی کی بقا کا سامان مہیا ہو اور معاشرے میں لوگ امن و سلامتی کی زندگی بسر کرسکیں آپ سورت النور میں بھی تفصیل سے پڑھ چکی ہیں کہ جب جوان ہو جائیں تو اس وقت جائز طور پر ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے نکاح کی سہولت بچوں کو فراہم کر دینی چاہئے اور اسی طرح ایک مرد ایک سے زیادہ شادیاں کرسکتا ہے کتنی کرسکتا ہے ؟چار یہ اہم بات ہے پھر اگر آپ غور کریں تو کیا ہے کہ خاندانی نظام حیات ختم ہوتا جا رہا ہے کیوں؟ مرد مردوں سے عورتیں عورتوں سے لذت لے رہی ہیں نسل انسانی تیزی سے کم ہو رہی ہے اور بعض ممالک ایسے ہیں جہاں پہ آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے اور شہوت پرست قومیں جو ہیں اس میں عورتوں کا کیا حال ہے وہ بچے جننے کو تیار نہیں ہیں ان کی پرورش ان کی تربیت پر بھی وہ عورتیں راضی نہیں ہیں

اور اب سالانہ اربوں ڈالر حکومت بچے جننے والی ماؤں کو انعامات کی شکل میں دیتی ہے اور نتیجہ کیا ہے کہ حکومت حوصلہ افزائی کر رہی ہے کہ بچے ہونے چاہیئں اسی طرح یہ مہلک امراض جس میں ایڈز ، خارش اور سوزاک ہے تو آلہ تناسل وہ جو خاص شرم گاہ ہے اس کی بھی مختلف بیماریاں خطرناک پھوڑے پھنسیاں غیر فطری طور پر جب بہت سے لوگوں سے تعلق قائم کیا جاتا ہے تو کیا ہے کہ یہ بیماریاں عام ہو رہی ہیں اور حکومت آج اس پر بھی اربوں ڈالر خرچ کر رہی ہے احتیاطی تدابیر ہیں اس کے علاوہ مختلف جو امراض ہیں جو پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے اور اب وہ امراض بہت تیزی سے عام ہوتے جا رہے ہیں تو یہ تو ہے دنیا میں بیماریاں لیکن آپ سوچ لیں کہ آخرت کا عذاب تو اور شدید ہے کیونکہ اللہ کے قانون کو جب توڑا جاتا ہے تو اللہ کا عذاب تو بڑا ہی سخت ہے اور اس قوم پر جیسے عذاب آیا ہے بڑا سخت کہ نیچے کے لوگ اوپر اوپر کے نیچے بالکل ان کو الٹ دیا گیا ان کو پٹخ دیا گیا ان کو برے طریقے سے ختم کر دیا گیا تو ایسا کیوں تھا اس لئے کہ یہی وہ لوگ تھے جو کہ **الْعَادُونَ** تھے حد سے گزرنے والے تھے ہمارے لئے اس میں عمل کا کیا اصول ملتا ہے کہ ہم اس بات کو مت بھولیں کہ اسلام ہمارے اندر حیاء دیکھنا چاہتا ہے عفت عصمت کی حفاظت دیکھنا چاہتا ہے ہر بے حیائی ہر غیر فطری عمل کو اسلام نا پسند کرتا ہے اور اس کے لئے اسلام نے شدید سزا مقرر کی ہے۔ **مفہوم حدیث** رسول اللہ ﷺ نے عمل قوم لوط کی سزا کیا بتائی کہ تم جس شخص کو قوم لوط والا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو یہ سنن ابو داؤد کی روایت ہے۔ اور اسی طرح اس فعل کے مرتکب شخص کو پتھروں سے رجم کر دیا جائے خواہ وہ کنوارہ ہو یا شادی شدہ اور یہ رائے جو ہے امام احمد ،امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام کی ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں" کہ ایسے شخص کو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دیا جائے پھر اس پر پتھروں کی بارش بھی کر دی جائے" جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے ساتھ کیا گیا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو بستیوں سمیت پہلے آسمان تک اٹھایا یعنی بلندی پر ان کو لے کر گئے پھر نیچے پھینک دیا جس سے ان کا نام و نشان بھی مٹ گیا **فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ (82) مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ** (83- سورت هود) سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ کتنا دردناک اس کا انجام ہوا تھا حضرت لوط علیہ السلام کے واقعے سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ عمل قوم لوط اللہ کو سخت نا پسند ہے یہ حرام ہے اللہ کے نزدیک فطرت سے جنگ ہے اللہ کے قانون سے جنگ ہے اور اس کے نقصانات ہیں اب اگر انٹرنیٹ گوگل میں آپ ڈالیں کہ ہم جنس پرستی کے کیا اثرات ہو رہے ہیں آپ دیکھیں گے کہ ہسبتال ہیں اور مختلف تنظیمیں ہیں مختلف کمپنیاں ہیں جو اس پر تحقیق کر رہے ہیں تو آپ میں سے کون ہے جو انٹرنیٹ میں جا کر اس کی ریسرچ کرے گا تاکہ آپ کی کلاس میں اس کو پیش کر سکیں کیونکہ ویسے تو قرآن اور اسلام اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ سائنس اس کو ثابت کرے یا ریسرچ اس کو ثابت کرے لیکن کیا ہے کہ اور زیادہ انسان کے اندر **عین الیقین** کی کفیت پیدا ہوتی ہے اور اب ایسی باتیں ہمارے سامنے ریسرچ کے طور پر آ بھی رہی ہیں تو انشاءاللہ پھر اس کو آپ کے سامنے رکھا جائے گا دوسری بات یہ کہ مہمانوں کی عزت اور دفاع کرنا حضرت لوط علیہ السلام کے پاس جب فرشتے آتے ہیں تو آپ بہت پریشان ہیں آپ کی قوم بد کردار ہے اور خوبصورت فرشتے آئے ہیں خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں تو اب آپ کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ مہمانوں کی عزت اور آبرو کی آپ حفاظت نہ کر سکیں تو اس لئے آپ بہت زیادہ پریشان تھے اور کہتے ہیں کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ لیتا تو کیا ذمہ داری بنتی ہے کہ مہمان اگر ہمارے گھر آئیں تو ہم ان کی عزت و عصمت ان کی چیزوں کی سب کی حفاظت کریں اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ کے گھر یا ہمارے گھر جو مہمان آیا کوئی اور دوسرا شخص آکے وہاں پہ اس سے لڑائی کرے یا بےعزتی کرے یا اس کو کچھ کہے بعض اوقات ہوتا ہے کہ دو لوگوں کی آپس میں کوئی بات ہوتی

ہے تو ٹھیک ہے باہر جا کر اپنے گھر کے اندر آگے پیچھے بہت سی جگہ ہوتی ہیں لیکن آپ کے گھر یا میرے گھر جو مہمان ہے تو اس کی عزت جو ہے وہ میزبان پر فرض ہے کیونکہ مفہوم **حدیث:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر یقین اور ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی عزت کرنی چاہئے تو یہ ہے اصل بات کہ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (290) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (191)**

آیت نمبر 176- كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ
ترجمہ. اصحاب الاَیکہ نے رسولوں کو جھٹلایا

پھر اس کے بعد واقعہ ہے قوم شعیب کا اور یہاں پہ ذکر ہو رہا ہے **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** کا تو **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** جو تھے یہ کون تھے اللہ رب العزت کہتے ہیں **كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ، أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ**نے رسولوں کو جھٹلایا **إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ** یاد کرو جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کیا تم ڈرتے نہیں کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے تو **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** ایکہ کے رہنے والے ایکہ کی صحبت اختیار کرنے والے انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو یہ **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** کون تھے؟ اب آپ دیکھیں کہ یہ آیت جو ہے اس سے بھی یہ بات پتہ چلتی ہے کہ **اصحاب مدین** اور **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** دو الگ الگ قومیں تھیں کیونکہ آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی پڑھا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو کس قوم کی طرف بھیجا گیا مدین والوں کی طرف بھیجا گیا جو کہ تجارت میں ناپ تول میں کمی کرتے تھے اب یہاں پر کیا کہا جا رہا ہے کہ **اصحاب الْأَيْكَةِ** نے رسولوں کو جھٹلایا یاد کرو جب کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا تھا یہ حضرت شعیب علیہ السلام کون تھے؟ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کے والد تھے تو کیا ہوئے پھر ان کے؟ سسر ہوئے یا خسر جو بھی کہتے ہیں تو اب اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالی نے **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** کی طرف بھی بھیجا کیونکہ **اصحاب الْأَيْكَةِ** کا مختصر ذکر سورت الحجر میں بھی آتا ہےآیت (84-78) تک اور یہاں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے تو مفسرین کی ایک رائے تو یہ ہے کہ یہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں جبکہ ایک گروہ کا یہ خیال ہے یہ دو الگ الگ قومیں ہیں اور ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یہ مدین اور **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** الگ الگ دو قومیں تھیں اب آپ دیکھ لیں سورت الاعراف میں آپ پڑھ چکیں کہ اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کا بھائی کہا گویا کہ اہل مدین میں سے تھے حضرت شعیب علیہ السلام کیونکہ اللہ تعالی کہتا ہے کہ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا اب یہاں پہ جب **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** کا ذکر ہو رہا ہے تو کیا کہا جا رہا ہے

آیت نمبر 177- إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ
ترجمہ. یاد کرو جبکہ شعیبؑ نے ان سے کہا تھا "کیا تم ڈرتے نہیں؟

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ جب ان کو کہا کس نے کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے اب یہاں پہ **اخوھم** کا ذکر نہیں آیا تو پھر وہ کیا کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** اور مدین والے یا تو ایک ہی قوم کے لوگ تھے یا ان کا یہ خیال ہے کہ یہ دو قبیلے تھے جو پاس پاس رہتے تھے یعنی ایک ہی نسل کی دو شاخیں تھیں اصحاب مدین اور دوسری ہے **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** تو حضرت شعیب علیہ السلام جو ہیں وہ اصحاب مدین میں سے تھے کیونکہ **اخوھم** اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا لیکن یہاں پہ سیدھا ہی کہہ دیا کہ **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو یاد کرو جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو تو بہرحال ہمارے

سامنے اس سے پھر کیا بات آتی ہے کہ جو **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** اور اصحاب المدین ہیں ایک قول ہے کہ دونوں ایک ہی قوم کے نام ہیں دوسرا قول ہے ایکہ ایک درخت کا نام تھا جس کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے اسی نسبت سے انہیں **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** کہا جاتا ہے تیسرا قول ہے کہ ان لوگوں کی بستی اور یہ علاقہ جو اصحاب مدین کا تھا یہ الگ الگ تھا اور **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** کا معنی ہوتا ہے بند والےیعنی یہ بستی ایک لمبی سی بلند جگہ پر تھی جہاں باغات کے جھنڈ بکثرت تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب مدین اور **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** دونوں کی طرف بھیجے گئے اور ایکہ جو ہے کہتے ہیں جھاڑی کو بھی، بند کو بھی، جنگل کو بھی اور ایک گہرے سائے والے ایسے درخت کو کہتے ہیں جو دوہرا ہو گیا ہو اور مدین کے گاؤں کو شاید ایسے بڑے بڑے درختوں نے گھیرا ہوا تھا تو بہرحال اصل بات جو ہمارے سامنے آتی ہے یا تو یہ دونوں قریب قریب رہتے تھے یا یہ دونوں ایسے دو قبیلے تھے جو کہ ایک ہی نسل سے تھے اور الگ الگ رہتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام تھے تو اہل مدین میں سے اور پھر ساتھ ہی حضرت شعیب علیہ السلام کو **الْأَيْكَةِ** والوں کی طرف بھی بھیجا گیا ٹھیک ہے؟ تو اب یہاں یہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** نے رسولوں کو جھٹلایا تو یہ وہی حضرت شعیب علیہ السلام ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر بھی تھے جن کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ دس سال تک تربیت حاصل کی تھی شہری زندگی کو چھوڑ کر مصر کی زندگی کو چھوڑ کر آپ گاؤں میں گئے تھے تربیت کے لئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا جو نسب ہے یہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے پانچواں نسب اب آپ دیکھ لیں کہ پہلے جیسے پیغمبروں کا ذکر ہے اور قوموں کا ذکر ہے بالکل ویسے ہی یہاں یہ بھی اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اصحاب الایکہ نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ رب العزت کیا فرمارہے ہیں کہ رسولوں کو جھٹلایا تو آپ کو پتہ چلتا ہے کہ ایک رسول کو جھٹلانا تمام رسولوں کو جھٹلانا ہے تمام رسولوں کی دعوت ایک ہی تھی جیسے پچھلے پیغمبروں نے کہا ہے بالکل اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔

آیت 178- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ
ترجمہ۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں

کہ تم رسولوں کو کیوں جھٹلاتے ہو بے شک میں تمہارے لئے رسول ہوں۔ رسول کا کیا مطلب ہے؟ پیغام لانے والا سفیر، قاصد اور قاصد بھی کس کا اللہ رب العزت کا اور دوسری بات کیا ہے امین ہوں امانت دار کہ اللہ تعالی نے جو بھی پیغام مجھے دیا ہے میں اس میں بغیر کسی کمی بیشی کے تمہارے پاس پہنچانے والا ہوں اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ معاشرے کے اندر آپ کا جو کردار تھا وہ امین تھا سچا تھا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی کافر امین اور صادق کے نام سے پکارتے تھے پھر کیا کہا

آیت نمبر 179- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو تو اللہ کا ڈر اللہ کا تقویٰ کیا ہے یہ صرف ظاہری اپنی شکل کو بدل لینے کا نام نہیں ہے بلکہ ظاہری شکل کے ساتھ اندرونی جو کفیت ہے وہ بھی ٹھیک ہونی چاہئے کہ دل کے اندر نہ کفر ہو، نہ شرک ہو، نہ کبر ہو، نہ نفاق ہو، نہ فسق ہو اور دل جو ہے وہ ایمان سے بھرا ہوا ہو، ایمان سے مالا مال ہو اور اللہ کا ڈر اتنا شدید ہو اور اتنا زیادہ ہو کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہو **فَاتَّقُوا اللَّهَ**، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو پس اللہ

سے ڈرو، اللہ کے احکامات کو پورا کرو کیوں رسولوں کو جھٹلاتے ہو، کیوں اللہ کی بات نہیں مانتے **وَأَطِيعُونِ** اور میری اطاعت کرو میری اطاعت تم کیوں کرو اس لئے کہ میں رسول امین ہوں، میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تم مجھے مانتے ہو کہ میں ایک اچھا انسان ہوں تو یہ بات ہے جو وہ کہتے ہیں

آیت نمبر 180- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ
ترجمہ۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے

اور میں تم سے اس کام پر، یہ جو دعویٰ کا کام ہے جو تمہیں میں سمجھا رہا ہوں، بتا رہا ہوں اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا کوئی معاوضہ نہیں ہے، میں تم سے کچھ بھی تو مطالبہ نہیں کر رہا کیوں؟ اس لئے کہ میں بے لوث ہوں، میں مخلص ہوں اور میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے مجھے اللہ سے اجر حاصل کرنا ہے اب پھر اس قوم کی جو خاص بیماری تھی اس قوم کے اندر جو مذہبی اور اخلاقی طور پر بگاڑ پایا جاتا تھا اب اس پر ان کو توجہ دلاتے ہیں اور کیا کہتے ہیں؟

آیت نمبر 181- أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ
ترجمہ۔ پیمانے ٹھیک بھرو اور کسی کو گھاٹا نہ دو

أَوْفُوا وفا کرو پورا پورا بھرو **الْكَيْلَ** پیمانے کو کہتے ہیں کہ جب تم ماپا کرو ناپا کرو تو پورا پورا دیا کرو **وَلَا تَكُونُوا** اور تم نا ہو جاؤ **مِنَ الْمُخْسِرِينَ** گھاٹا دینے والوں میں سے اور کسی کو گھاٹا نہ دو تو کیا بات ہمارے سامنے آرہی ہے کہ گویا کہ یہ قوم جو تھی تجارت پیشہ تھی اور یہ قوم کیا کرتی تھی ناپ تول میں کمی کرتی تھی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم لین دین میں ہیرا پھیری کی مرتکب تھی اور کہتے ہیں کہ یہ قوم یہ دو تجارتی شاہراہوں کے چوک پر آباد تھی اب آپ دیکھیں کہ دو شاہراہیں دو ہائی وے ان کو لگتے ہوں اور اس کے چوک پر یہ آباد ہوں تو گویا کہ ان کا پورا کا پورا علاقہ بہت بڑا تجارتی مرکز تھا جیسے کہ اب دبئی جو ہے وہاں پہ بڑی زبردست تجارت ہے۔ تجارتی عالمی منڈی بن گیا ہے۔ حرم کی وجہ سے سعودیہ عالمی منڈی ہے کبھی جیسے پاکستان کو اگر آپ دیکھیں تو کراچی بہت بڑی عالمی منڈی تھا اسی طرح امریکہ میں نیویارک ہے تو مختلف علاقے مختلف جگہیں مختلف اسباب اور سہولتوں کی وجہ سے وہ تجارتی منڈی بن جاتیں ہیں تو یہ جو قوم تھی یہ تجارتی منڈی کے ،تجارتی مرکز کے پاس آباد تھی تو جو لوگ اس کے پاس آباد ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں کہ وہ فائدہ بھی بہت اس سے اٹھاتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس میں وہ کوئی ڈنڈی بھی مارتے ہوں تو اس قوم کی ایک بیماری تو تھی شرک اور دوسری ان کی بیماری کیا تھی؟ جو سب سے بڑا ان کا مرض تھا وہ تھا تجارتی ہیراپھیری اور ناپ تول میں جیسے ماپنا جو سیال/مائع چیز ہوتی ہے تو اس کی آپ پیمائش کرتے ہیں دودھ ہے شہد ہے اور ایسی بہت سی جو مائع چیزیں ہیں ان کو ماپ کر دیا جاتا ہے جیسے شربت ہیں اب یہ لوگ کیا کرتے تھے کہ ناپ میں کمی کرتے تھے تو پہلی آیت میں کیا کہا گیا **أَوْفُوا الْكَيْلَ** کہ جب تم ماپا کرو ناپا کرو تو پیمانے ٹھیک بھرا کرو **الْكَيْلَ** ماپنے کے لئے جو پیمانہ ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ ناپ پورا دیا کرو دوسری بات کیا تھی **وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ** مخسر کہتے ہیں کمی کرنے والے کو تو **مخسر** کی جمع ہے مخسرین تو تم جو کمی کرتے ہیں تم ان میں شامل نہ ہوا کرو کیونکہ یہ جب ناپتے تھے تو اپنے ہاتھ کی صفائی دکھاتے تھے یہاں پہ ان کو منع کیا جا رہا ہے دوسرا کیا ہے

آیت نمبر 182- وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ
ترجمہ۔ صحیح ترازو سے تولو

وَزِنُوا اور وزن کرو **زِنُوا** یہاں پہ حکمیہ صیغہ ہے وزن کر اور زِنُوا تم سب جب وزن کرو، تم سب جب تولو **بِالْقِسْطَاسِ** کے معنی کیا ہیں؟ کہ صحیح طرح، انصاف ، قِسط سے ہے **(ق س ط) اور (ق س ط س)** بھی اس کا مصدر ہے یہ **مفعال** کے وزن پر ہے کہ تمہارا ترازو انصاف والا ہونا چاہئے مستقیم بالکل سیدھا ہونا چاہئے تو آپ مائع چیزوں کو ماپ رہے ہیں اس میں بھی کمی بیشی نہیں کریں اب آپ کچھ چیزوں کو تول رہے ہیں تو تول کے وقت بھی کسی کا حق مت ماریں اور آپ دیکھ لیں کہ اس طرح تولتے تھے کہ گاہک سو دفعہ ترازو دیکھتا رہے مگر اس کے دیکھتے دیکھتے تیسرا چوتھا حصہ اس کا حق مار جاتے تھے اور ہاتھ کی صفائی دکھاتے تھے کہ دوسروں کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا تیسری بات کیا کہی

آیت نمبر 183- وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ
ترجمہ۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ اور لوگوں کو ان کی چیزیں جو ہیں وہ کم کر کے نہ دو **تَبْخَسُوا (ب خ س)** کمی کرنا ،کسی کو گھٹیا چیز دے دینا، ردی چیز دے دینا، نقص والی چیز دے دینا۔ تو یہ کیا کرتے تھے تجارتی بددیانتی کے جتنے بھی راز ہیں، فریب ہیں فریب کاریاں ان سے خوب واقف تھے تو جو عیب دار مال ہوتا تھا اس کو چھپا کر فروخت کرتے تھے جھوٹ بول لیتے تھے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے ایسا ماحول پیدا کیا ہوا تھا کہ چیز کا مالک کم سے کم قیمت پر اپنی چیز فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے اور جب وہ چیز خریدنا چاہے تو زیادہ سے زیادہ قیمت دینے پر مجبور ہو جائے دوسروں کے حقوق غصب کرتے تھے چھینتے تھے یہ تھا ان کا گناہ اس طرح وہ زمین میں فساد پیدا کرتے تھے آج کل بھی جو تجارت پیشہ لوگ ہیں ان کو ضرور غور کرنا چاہئے۔تاجر لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی تاجر تھے اچھی بات ہے کرنی چاہئے تجارت لیکن کیا بات یاد رکھنی چاہئے **مفہوم حدیث۔"** رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں "اس میں غبن نہ کریں اس میں چیزوں کو ایسے نہ ہو کہ نقص والی چیزوں کو معاشرے میں اور بازار میں لے آئیں اور پھر ان کو بیچنا شروع کر دیں جیسے کپڑے کا تھان ہے کوئی کپڑے کا کاروبار کرتا ہے تو بعض اوقات لوگ کیا کرتے ہیں کہ نقص والا کپڑا اندر رہنے دیتے ہیں اور پتہ نہیں چلنے دیتے رنگ میں فرق ہے ویسے کپڑے میں کوئی سوراخ ہو گئے ہیں تو بتانا چاہئے گاہک کو اور کہنا چاہئے کہ اس لئے میں اس کی قیمت کم لگا رہا ہوں کیونکہ اس کے اندر نقص ہے یا پھر یہ ہوتا ہے کہ کپڑے کو ناپتے وقت بھی کیا کرتے ہیں کہ اس میں ڈنڈی مار لیتے ہیں کہ ہاتھ سے ایسے کچھ کرتب کرتے ہیں کہ وہ کم ہو جاتا ہے جب گھر آ کے آپ دیکھتے ہیں تو آپ کا کپڑا کم ہوتا ہے یہ کیا ہے؟ کہ لوگوں کو چیزیں کم نہ دو۔ تو تین باتیں رکھیں کہ بات ناپنے کی ہو، بات تولنے کی ہو اور بات گن کر چیز دینے کی ہو یا کپڑا ناپ کر دینے کی ہو یا جیسے ہوتا ہے کہ پڑا پڑا جہاز ہی بیچ دیا مال آیا ہے پورا جہاز ہی آپ بیچ رہے ہیں تو آپ صحیح بات بتائیں یہ نہ ہو کہ جب وہ جائے تو اندر چیزیں کم نکلیں غلط نکلیں یہ ہے اصل بات۔ اچھا جب ایسا کیا جاتا ہے تو ہوتا کیا ہے زمین میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ لوگوں کے جب حقوق مارے جاتے ہیں تو زمین میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ **وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ** اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو تو اب یہاں پر کیا کہا جا رہا ہے کہ اگر تم دودھ میں پانی ملا کر فروخت کروگے، اگر چینی اس میں ریت ڈال دی جائے گی، اگر گھی میں چربی کو ملا دیا جائے گا، اگر کوئی شخص گندم لینے آیا ہے تو اس کی جگہ اس میں جو ملا کر دے دیا جائے، یا کوئی مصالحے خرید رہا ہے تو اس میں لکڑی کا برادہ پیس کر ملا دیا ہے گوشت خریدنے آیا ہے چھیچھڑے ڈال دئے ہیں چربی کو اچھی طرح صاف ہی نہیں کیا لینے والا تو گوشت لینے آیا تھا

لیکن اب آپ گھر آ کے چھیچھڑے چربی جب اتارتے ہیں تو گوشت بڑا تھوڑا سا رہ جاتا ہے تو یہ ساری چیزیں کیا ہیں یہ وزن پیمانے کی تعریف میں آتی ہیں کہ ترازو ٹھیک نہیں ہے اور کمی کر کے دی گئی ہے **مُخسِرینَ** کمی کرنے والوں میں ہیں یا پھر یہ کہ **بخس** پایا جاتا ہے کہ ردی، گھٹیا، خراب چیزیں دی جارہیں ہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے کہ آدمی کا دل متاثر ہوتا ہے اس کی صحت متاثر ہوتی ہے اس کا دل جو ہے وہ خراب ہوتا ہے کہ میں پیسے دے کے چیز لایا ہوں اور دیکھیں کتنی خراب ہے اسی طرح بعض ہوٹل ہیں آپ آرڈر دے دیتے ہیں جب چیز سامنے آتی ہے تو آپ نوالہ منہ میں نہیں ڈال سکتے پچھلا کھانا ملا دیا اس کے اندر تو یہ ساری باتیں کیا ہیں یہ فساد کی تعریف میں آتی ہیں کیونکہ جو میزان حق ہے جو میزان عدل ہے اس کو درہم برہم کر دیا گیا ہے تو اس سے نقصان کیا ہوتا ہے؟ کہ یہ چیز حرام ہے **وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ** زمین میں فساد پھیلانے والے مت بنو لوگوں کے ساتھ زیادتی کرنے والے مت بنو تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ وقت کا پیغمبر ہے اور جو لوگوں کے معاملات میں وہ ڈنڈی مار رہے تھے اس سے منع کر رہا ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے دین صرف نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا نام نہیں ہے۔ بڑے بڑے تاجر ہیں الحاج ہیں نمازی ہیں ماتھے پر نماز پڑھنے سے گٹے پڑے ہوئے ہیں پائنچیں ٹخنوں سے اوپر ہیں اور اس کے ساتھ دھوکہ دیتے ہیں زیادتی کرتے ہیں جیسے پیچھے آپ نے پڑھا کہ سیاست میں تبدیلی بھی پیغمبر نے چاہی۔ تو یہاں پر معاملات کو ٹھیک کرنا بھی پیغمبر کی ذمہ داری تھی تو یہاں پر متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تم یہ کام نہ کرو دوسری ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یہ جو قوم تھی دو بڑی شاہراہوں پر آباد تھی تو یہ کیا کرتی تھی کہ تجارتی قافلے جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو تجارتی قافلوں کو یہ گزرنے نہیں دیتی تھیں جب تک کہ ان سے کچھ پیسے وصول نہ کر لے جیسے کہ مشہور ہے جگا ٹیکس ،بھتہ تو جگا ٹیکس بھی آپ اسے کہہ سکتی ہیں جیسے امام سُدائی نے صحابہ کرام سے مذکورہ آیت کا یہ مفہوم بتایا کہ" وہ لوگ گزرنے والے لوگوں کے مالوں میں سے دسواں حصہ وصول کیا کرتے تھے"۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی تشریح کرتے ہوئے فرمایا" سب سے پہلے ان لوگوں نے یہ ظالمانہ طریقہ ایجاد کیا" جیسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے ہم جنس پرستی ایجاد کی تو انہوں نے کیا ایجاد کیا؟ یہ ٹیکس لینا بغیر کسی محنت کے وہ رکاوٹ کھڑے کر دیتے تھے کہ جب تک تم پیسے نہیں دوگے تم اپنا کاروبار نہیں کر سکتے اسی طرح یہ جو بڑے بڑے بازار ہیں دکانیں ہیں تو وہ لوگ بتاتے ہیں کہ مقرر ہے ہفتہ یا پھر صبح صبح ہر روز یا پھر مہینہ بعض جگہوں پر تو حکومت کے نمائندے آتے ہیں کچھ لوگ ہوتے ہیں اور جن کے پورے جرگے ہیں اور پورا ان کا ایک جتھا بنا ہوا ہے کہ وہ آکے وصولی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ورنہ تمہارا سامان / مال اٹھنے نہیں دیں گے تمہاری دکان کھلنے نہیں دیں گے کسی کی دکان کو آگ لگوا دی کسی کا سامان جلوا دیا کسی کا سامان اٹھوا دیا تو جو گاہک ہیں جو دکاندار ہیں جو تاجر ہیں وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان کو کچھ پیسے دے تو یہ ساری چیزیں حرام ہیں تو یہ لوگ کیا کرتے تھے کہ یہ بھی وصولی کرتے تھے اور جیسے سورت الاعراف میں آتا ہے۔ **وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ** ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور ہر راستے پر لوگوں کو ڈرانے والے بن کر نہ بیٹھو تو یہ کیا کرتے تھے لوگوں کو ڈراتے تھے اور ان سے پیسے وصول کرتے تھے پھر آپ دیکھ لیجئے کہ پھر کرنا کیا چاہئے کہ انسان چیزوں میں ملاوٹ کیوں کرتا ہے اور وہ ناپ تول میں کمی کیوں کرتا ہے؟ وہ چاہتا ہے کہ اس کو کچھ نفع ملے اس کو کچھ فائدہ ہو تو" حضرت عبداللہؓ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا **بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ** کہ اللہ کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے لئے بہتر ہے" یہ سورت ہود میں اگر آیتیں 86 - 85 تک آپ پڑھیں تو وہاں پہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ** کہ اللہ کا دیاہوا نفع زیادہ بہتر ہے جو حلال طریقے سے آپ حاصل کریں گے "حضرت ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا لوگوں کو پوری چیز ناپ تول کر دینے کے بعد تمہارے

پاس جو نفع بچتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم ناپ تول میں کمی کر کے لوگوں کے حق میں سے رکھ لیتے ہو"۔ اور **مفہوم حدیث۔** اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " بیچنے والا اور خریدنے والا اختیار رکھتے ہیں جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں اگر وہ سچ بولیں اور سودے کی حقیقت کو واضح کریں تو دونوں کو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپا لیں یعنی ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش کریں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت مٹ جاتی ہے"۔ (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے)۔ ان کے سودے کی برکت مٹ جاتی ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اگر رحمت چاہئے اگر برکت چاہئے تو پھر کیا کرنا چاہئے کہ ناپ تول میں کمی نہیں کرنی چاہئے پھر مفسرین اور علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر آپ مزدور سے مزدوری کرواتے ہیں تو جتنی مزدوری کروائی ہے اتنے اگر آپ پیسے نہیں دیتے تو یہ بھی کمی میں آتا ہے کہ آپ نے جتنا کام کروایا ہے آپ نے اتنی مزدوری اس کو نہیں دی دھوکا دیا ہے اسی طرح جیسے کوئی کام کرنے والا ملازم ہے اور دفتر کے جو اوقات ہیں اگر وہ اوقات پورے نہیں لگاتا وقت سات بجے ہے وہ کہتا ہے نو بجے ہی میں تو کھولتا ہوں، کام شروع کرتا ہوں دفتر میں کوئی پوچھتا ہی نہیں کوئی آتا ہی نہیں۔ لیکن سات سے نو یعنی دو گھنٹے کی جو تنخواہ ہے یہ حرام ہے پھر اس لئے کہ یہ بھی کمی میں آتا ہے **مخسرین** میں، مفسدین میں آتا ہے اور **بِال□قِس□طَاسِ ال□مُس□تَقِي□مِ** جو ترازو ہے عدل کا اس میں کمی کرنے میں آتا ہے تو یہ وہ عمل ہے کہ یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے اور کیا کرنا چاہئے کہ اس سے ہم سب کو بچنا بھی چاہئے ڈرنا بھی چاہئے اور اس سلسلےمیں آپ دیکھیں کہ چیزوں میں کمی کرنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز عصر میں شریک نہیں ہوا وجہ پوچھی تو اس نے کچھ عذر کیا آپ نے فرمایا **تطففتَ** تو نے تولنے میں کمی کر دی **وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ** آپ نے حفظ بھی کر لی ہے ما شاء اللہ تو حق کے مطابق نہ کرنا یا کم کرنا تو یہ تطفیف ہے کمی ہے تو یہ کمی کرنا حرام ہے پھر کیا فرماتے ہیں کہ

آیت نمبر 184۔ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ
ترجمہ۔ اور اُس ذات کا خوف کرو جس نے تمہیں اور گزشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے"

وَاتَّقُوا الَّذِي اور تقویٰ اختیار کرو اس ذات کا **خَلَقَكُمْ** جس نے تم کو پیدا کیا **وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ** اور گذشتہ نسلوں کو بھی پیدا کیا تو اب آپ دیکھیں کہ جبلت جو ہے یہ بطور مبالغہ ہے اور **(ج ب ل)** پہاڑ کے لئے آتا ہے اور جیسے وہ اپنے جثہ کے اعتبار سے جسامت کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے تو اسی طرح مخلوق کے لئے بھی جبل لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے دوسرے اس کے معنی ایک بڑی جماعت کے بھی کیے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو بھی پیدا کیا اور جو بھی جماعت تھی بڑی اس کو بھی پیدا کیا یہاں بتانے کا مقصد کیا ہے کہ اللہ ہی کی ذات ہے جو کہ تخلیق کرتی ہے خالق ہے یہاں پہ دراصل بتایا جارہا ہے کہ خالق کون ہے؟ اللہ اور تم ہو اللہ کی مخلوق **خَلَقَكُمْ** تمہیں پیدا کیا **وَالْجِبِلَّةَ** اور جو مخلوق تھی **الْأَوَّلِينَ** اول کی جمع ہے اولین تو جو پہلی مخلوق تھی جو گزشتہ نسلیں تھیں ان سب کو بھی اللہ نے پیدا کیا اب کوئی وجہ نہیں ہے کہ تم برے کام کرو تو اللہ تمہیں سزا نہ دے پچھلوں نے برے کام کیے تو اللہ نے ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا تو خالق جب اللہ ہے تو مالک اللہ ہے تو حاکم اللہ ہے تو اللہ کا جو قانون ہے وہ عدل پر انحصار کرتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ پچھلی قوموں نے جب اللہ کا حکم نہیں مانا تو اللہ تعالی نے ان پر عذاب نازل کیا تو ان کے لئے ترازو میں تولنے کا پیمانہ اللہ کے پاس اور تھا اور تمہارے لئے تولنے کا پیمانہ اور ہے کہ تم اپنی روش نہ بدلو اور اللہ تمہیں پوچھے ہی نہ تمہیں سزا ہی نہ دے۔ **وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ** اس اللہ کا تقوی اختیار کرو اس اللہ سے ڈرو اس کا خوف کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلی نسلوں کو بھی اور پہلی نسلوں میں پہلی

قوموں نے جس جس نے اللہ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ جو نافرمان، جو گمراہ ہوتے ہیں ان کو ختم کر دیتا ہے اب آپ دیکھیں کہ بجائے اس کے کہ وہ ڈرتے تو انہوں نے کیا کہا

آیت نمبر 185- قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ
ترجمہ۔انہوں نے کہا "تو محض ایک سحرزدہ آدمی ہے

انہوں نے کہا **إِنَّمَا** اس کے سوا کچھ بھی نہیں **أَنتَ** تو ہے **مِنَ الْمُسَحَّرِينَ** سحر زدہ آدمیوں میں سے مسحر کی جمع ہے مسحرین اور یہ جو صیغہ ہے مسحرین کا یہ بھی مبالغے کا صیغہ ہے اللہ رب العزت یہاں پر بتا رہے ہیں کہ قوم جو تھی اس قدر حد سے گزری ہوئی تھی اس قدر انکار کرنے والی تھی کہ بجائے اس کے کہ وہ ایمان لاتی اُلٹا یہ کہنے لگی کہ تُو تو مسحرین میں سے ہے اور اس کے بارے میں مفسرین کیا بتاتے ہیں کہ ان کے ہاں یہ سمجھا جاتا تھا کہ جیسے اگر کسی پر کوئی جن آ کر اس کو چھو گیا ہے یا کوئی شخص دیوانوں والی باتیں کرتا ہے یا کسی پر جادو کر دیا گیا ہے تو اس کے لئے مسحر کا یا سحر کا لفظ وہ استعمال کرتے تھے تو یہاں پہ بھی جیسے کہتے ہیں ساحر تو یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے مسحرین تو تُو تو محض ایک جادو زدہ آدمی ہے تُو تو ان میں سے ہے جن پر جادو کر دیا جاتا ہے تو ایمان لانے کی بجائے، اقرار کرنے کی بجائے یہ نہیں مانتے کہ تُو رسول ہے جیسے کہ انہوں نے کہا کہ رسول امین تو کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ کیا ہے کہ تُو جادو زدہ لوگوں میں سے ہے

آیت 186- وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ
ترجمہ۔ اور تو کچھ نہیں مگر ایک انسان ہم ہی جیسا، اور ہم تو تجھے بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں

وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا اور آپ نہیں ہیں مگر ایک انسان ہم ہی جیسے اب اتنا ہی نہیں کہ بس اس بات پر بہت بگڑتے تھے کہ ہم ہی جیسا انسان کیوں ہے اور ساتھ ہی کیا کہتے ہیں۔ **وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ** اور ہم تو سمجھتے ہیں تُم کو البتہ جھوٹوں میں سے **وَإِن** یہاں پر کس معنی میں ہے؟ بے شک کے معنی میں ہے (بے شک کیونکہ آگے جو ہے **لَمِنَ** میں جو لام آیا ہے **لامِ تاکید** اس کی وجہ سے **اِن** بے شک کے معنی دے رہا ہے **)وَإِن نَّظُنُّكَ** اور بے شک ہم گمان کرتے ہیں یقین رکھتے ہیں تیرے بارے میں **لَمِنَ الْكَاذِبِينَ** کہ تُو جو ہے جھوٹوں میں سے ہے تو کاذب کی جمع ہے **كَاذِبِينَ** تو جادوگر بھی کہہ دیا جھوٹا بھی کہہ دیا اور ساتھ ہی مطالبہ کیا ا نھوں نے اور یہ تھی ان کی ہٹ دھرمی کی انتہا، یہ تھی سرکشی کی انتہا اور وہ کیا تھی **مُكَذِّبِينَ** خود تھے وہ جھوٹے انہوں نے رسول سے کس کا مطالبہ کیا؟ عذاب کا مطالبہ کیا۔ تو ایک تو تھے اہل مکہ جنہوں نے عذاب کا مطالبہ کیا جیسے سورت بنی اسرائیل آیت 92 میں آتا ہے **أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا** یا پھر گرادے ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے اب اصحاب الایکہ جو تھے انہوں نے بھی عذاب کا مطالبہ کیا انہوں نے کیا کہا

آیت نمبر 187- فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ
ترجمہ۔ اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے"

فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا پس گرادے ہم پر **فَأَسْقِطْ** یہاں پر حکمیہ صیغہ ہے پس گرادے کوئی نہیں سننے والے کوئی نہیں ماننے والے تیری باتیں ہم جو تجارت میں ہیرا پھیری کرتے ہیں جو شرک کرتے ہیں

اور ہم نے جو تیرا انکار کیا ہے تو کہتا ہے کہ عذاب آجائے گا اللہ کا جیسے پچھلی قوموں پر آیا تھا جنہوں نے انکار کیا تو بس کیا کر **فَأَسْقِطْ** پس گرادے، لے آ۔ **سَقَطَ** ہوتا ہے گِرنا اور **اَسْقَطَ** ہوتا ہے گرادے یعنی گرانا جیسے **نَزَّلَ** نازل ہونا اترنا اور **اَنْزَلَ** اتارنا **سَقَطَ** گرنا اور **اَسقَطَ** گرانا تو **فَأَسْقِطْ** پس گرادے **عَلَيْنَا** ہم پر **كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ** تو **كِسَفَةٌ** کی جمع ہے **كِسَفًا** بادل ،روئی کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو آسانی سے الگ بھی ہو جائے اور جڑ بھی جائے تو اب آسمان کا ٹکڑا کیونکہ آسمان اگر دیکھیں اوپر سے تو کیا لگتا ہے بادل ہی بادل لگتے ہیں روئی کے گالے لگتے ہیں تو آسمان سے ہم پر کوئی ٹکڑا گرادے اگر ہے تو سچوں میں سے تو یہ تھا ان کا عذاب کا مطالبہ اور جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام کیا کہتے ہیں

آیت نمبر 188- قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ
ترجمہ۔ شعیبؑ نے کہا "میرا رب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو"

میرا رب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو تو یہ جو ہے **رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ** یہ ان کا اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے کی کیفیت بتائی جارہی ہے "**تفویض الی اللہ** "کہ آسمان سے ٹکڑے گرانا تو میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے اللہ کو خوب پتہ ہے تمہاری،شرارتیں، تمہاری مکاریاں، تمہارا کفر، تمہارا فساد، تمہارا فساد فی الارض تو جب میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا اور اللہ ہے حکیم جب وہ مناسب سمجھے گا تو وہ عذاب ،اپنی سزا تم پر لے آئے گا **رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ** تم مطالبہ کر رہے ہو تم کیسے عمل کر رہے ہو میرا اللہ خوب جانتا ہے

آیت نمبر 189- فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ
ترجمہ۔انہوں نے اسے جھٹلا دیا، آخرکار چھتری والے دن کا عذاب اُن پر آ گیا، اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا

فَكَذَّبُوهُ انہوں نے اسے جھٹلایا قوم والے جو تھے اصحاب ایکہ جو تھے انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا "ہ " کی ضمیر حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف ہے **فَأَخَذَهُمْ** پھر پکڑ لیا ان کو **عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ** عذاب نے اور عذاب کیسا تھا چھتری والے دن کا عذاب تھا اور **يَوْمِ الظُّلَّةِ** کہتے ہیں سائبان والے دن کے عذاب نے ان کو آ کر پکڑ لیا **إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ** اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا وہ عذاب عام عذاب نہیں تھا وہ بڑا ہی خوفناک دن کا عذاب تھا تو یہ جو عذاب تھا جو **يَوْمِ الظُّلَّةِ** کا تھا یہ کیسا عذاب تھا جس نے آ کر ان کو پکڑ لیا تو اس سلسلے میں جو روایات سے ہمیں بات پتہ چلتی ہے اور وہ کیا ہے کہ اس قوم کے انکار کے نتیجے میں حضرت شعیب علیہ السلام نے کیا کہا انہوں نے کہا۔ **فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّى وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ ءَاسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَٰفِرِينَ** (93- سورت الاعراف) اس آیت میں وہ اظہارِ افسوس کرتے ہیں ان کی تباہی پر افسوس کرتے ہیں اور اپنی جوقوم ہے اس سے باہر نکل جاتے ہیں پھر آپ سورت الاعراف کو اگر پڑھیں تو وہاں پہ عذاب کا ہمیں ذکر ملتا ہے اور اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اس قوم پر جو عذاب آیا تھا وہ ایک طرح کا عذاب نہیں تھا بلکہ ان پر جو عذاب آیا وہ تین طرح کا عذاب تھا اور چونکہ انہوں نے اللہ سے آسمان سے مانگا تھا عذاب تو کہتے ہیں کہ سات دن تک سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا کہ گرمی اور دھوپ ان پر مسلط کر دی اس کے بعد بادلوں کا ایک سایا آیا اور یہ سب گرمی اور دھوپ کی شدت سے بچنے کے لئے اس سائے تلے جمع ہو گئے اور کچھ سکھ کا سانس لیا لیکن چند لمحے بعد آسمان سے آگ کے شعلے برسنے شروع ہوگئے اوپر سے آگ برسنا شروع ہوئی اور زمین سے زلزلے آنے لگے کہ زمین زلزلوں سے لرز اٹھی اور ایک

سخت چنگھاڑنے انہیں ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا اس طرح ان پر تین قسم کا عذاب آیا اور ویسے یہ بڑے نڈر تھے بڑے ہی نافرمان تھے اور خود آپ سوچیں کہ جو قوم عذاب کا مطالبہ کرے گی پھر اللہ تعالی اس کے ساتھ کیسا معاملہ کریں گے تو ابن کثیر میں ہے وہ ابن کثیر رحمہ اللہ جو امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تین مقامات پر قوم شعیب کی ہلاکت کا ذکر کیا ہے اور تینوں جگہ پر موقع کی مناسبت سے الگ الگ عذاب کا ذکر کیا ہے آپ نوٹ کر لیجئے جیسے سورت الاعراف آیت نمبر 91 میں زلزلے کا ذکر ہے کہ اس قوم پر زلزلہ آیا تھا یہ وہ قوم تھی کہ اللہ تعالی نے **الرَّجْفَةُ** کے اندر ان لوگوں کو پکڑ لیا **فَأَخَذَتْهُمُ ٱلرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُواْ فِى دَارِهِمْ جَٰثِمِينَ (91)** یہ ان کے اوپر وہ عذاب آیا۔ اور سورت ھود آیت نمبر 94 میں **الصَّيْحَةُ** کے عذاب کا ذکر آتا ہے۔**الصَّيْحَةُ** چیخ **وَأَخَذَتِ ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ ٱلصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُواْ فِى دِيَٰرِهِمْ جَٰثِمِينَ** (94) اور یہاں سورت الشعراء آسمان سے ٹکڑے گرانے کا اور **يَوْمِ الظُّلَّةِ** کا ،سائبان کا ،چھتری کا عذاب تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے پہلے اس قوم پر سخت گرمی مسلط کی نہ مکان کے اندر چین آتا تھا نہ باہر جس بھی جگہ کھڑے تھے بڑے بےچین کبھی اندر نکلتے تھے کبھی باہر آتے تھے کبھی اوپر کبھی نیچے اور پھر کیا ہوا کہ ان کو اپنے قریبی جنگل میں بادل نظر آئے بادل بڑے گہرے تھے انہوں نے کہا کہ وہاں جا کر شاید ہمیں کچھ سکون ملے تو وہاں پہ گئے ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی ساری قوم کیونکہ گرمی سے پریشان تھی سب دوڑ کر اس بادل کے نیچے جا کر جمع ہو گئے جب ساری قوم بادل کے نیچے آ گئی اور وہ سمجھنے لگے کہ ہونے لگی ہم پہ بارش بڑے وہ خوش ہوئے تو اس بادل نے ان پر پانی کے بجائے آگ کی بارش کر دی آگ برسانی شروع کر دی جس سے یہ سب بھسم ہو کر رہ گئے اور ساتھ ہی **الرَّجْفَةُ** اگر آپ لیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ایک زلزلہ بھی ان پر آ گیا تو گویا کہ اللہ تعالی نے تینوں قسم کا عذاب جو تھا وہ اس قوم کو دیا کیونکہ یہ تھی اللہ کی نافرمان قوم تو قوموں کا انکار کرنا اللہ کا ،اللہ کے رسول کا ،اللہ کے احکامات کا اور اپنے عملوں کو خراب کرنا اور اس کے بعد عذاب کا مطالبہ کرنا یہ ایسی سخت بات ہے کہ پھر اللہ جب ان کو تباہ کرتا ہے تو پھر ایسی تباہی اس کو دیتا ہے کہ آپ سوچیں کہ عذاب کے تین نام گویا کہ ایک عذاب میں تین تین چیزیں شامل تھیں تو یہ ہے کہ جب بھی گناہوں کا ڈول بھر جاتا ہے، جب بھی کوئی قوم اپنے وقت میں اپنی مہلتِ عمل میں گناہ کرتی ہے اللہ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کرتی ہے تو اللہ تعالی اس کو عذاب بھیج کر تباہ و برباد کر دیتا ہے تو اصحاب مدین اصحاب ایکہ جو الگ لگ قبیلے تھے پاس پاس رہتے تھے ایک ہی قوم تھی جو بھی تھے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام جب ان کی طرف بھیجے گئے تو اللہ تعالی نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور ساتھ ہی فرماتے ہیں

آیت نمبر 190۔ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةًۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں

إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةًۖ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** مگر ان میں اکثر ماننے والے نہیں ہیں ایمان لانے والے نہیں ہیں

آیت نمبر 191۔ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ
ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی تو یہاں پر حضرت شعیب علیہ السلام کا جو واقعہ ہے یہاں پر آ کر قوموں کے واقعات ختم ہوجاتے ہیں اور آپ دیکھیے کہ جب آپ نے قوموں کے واقعات پڑھے ہیں تو تمام قوموں کے واقعات میں جو ہمیں چیزیں نظر آتی ہیں تو کیا آتی ہیں کہ تمام انبیاء کی

دعوت کا انداز ایک تھا تمام انبیاء کی دعوت کی بنیادیں ایک تھیں توحید رسالت اور آخرت پھر اس کے بعد قومیں جو تھیں ان کا معاملہ کیا تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرنے والی تھیں اللہ کے رسول کا انکار کرنے والی تھیں اور اللہ کے احکامات کا بھی انکار کرنے والی تھیں اب آپ دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں کو پکڑتا ہے تو کیسے پکڑتا ہے میں سوچ رہی تھی کہ فرعون اور اس کے ساتھی کیسے زبردست تھے وہ زندگی بسر کر رہے تھے مصر میں ایسی تھی حالت کہ جیسے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک دور تر ان کے پاس سونے زمرد اور ہیرے جوہرات کی کانیں تھیں جیسے کہ دودھ کی نہریں بہتیں ہیں بڑا کچھ اللہ نے ان کو نوازا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلے اکٹھا کیا سمندر کے اندر یہ تھی اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور پھر سمندر کے اندر ہی وہ ڈوب گئے خود ہی اپنے اپنے چشموں کو، اپنی کھیتیوں کو، اپنے محل کو ،اپنے تخت کو اپنے گھروں کو اپنے زیورات کو ،مویشیوں کو سب کو چھوڑ کر خود ہی سمندر کے اندر آگئے اور یہ جو قوم تھی حضرت شعیب علیہ السلام کی خود ہی گھروں میں سے نکل کر بادلوں کے نیچے آگئی پانی کی، ٹھنڈک کی تلاش میں اللہ تعالیٰ نے پھر اس قوم کو بھی تباہ و برباد کر دیا اللہ کیسا پکڑتا ہے اللہ کی پکڑ کتنی سخت ہے اللہ کی پکڑ لوگوں ! بڑی سخت ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں اگر ہم دیکھیں تو کیا ہمیں زندگی کا اصول ملتا ہے عدل اور انصاف کرنا چاہئے۔ بات کرنی ہے، گواہی دینی ہے،ساتھ دینا ہے تو حق کا ساتھ دینا چاہئے دیکھیں ہارورڈ یونیورسٹی کے سکول آف لاء نے تین فریڈم ایوارڈ دئیے ہیں ایک تو 50 کی دہائی میں ہارورڈ یونیورسٹی کے سکول آف لاء نے جسٹس مارشل کو فریڈم ایوارڈ دیا کیوں کہ اس نے کالوں اور گوروں کے جو بچے تھے ان کی اکٹھی تعلیم اس کو رواج دیا اس کے لئے وہ لڑا (جو جسٹس مارشل تھا اس وقت کا) اس نے کہا کہ ایسے نہیں ہو سکتا کہ گوروں کے بچے الگ پڑھیں اور کالوں کے الگ اس سے پہلے الگ الگ پڑھائے جاتے تھے ، الگ الگ ان کی تعلیم تھی تو پبلک سکول کی سطح پر اور سوسائٹی کے اندر ملک کے اندر اس نے امریکہ میں کالوں اور گوروں کے جو بچے تھے ان کی مخلوط تعلیم کو رائج کیا اس کے لئے اس نے فیصلہ لیا۔ تو ہارورڈ یونیورسٹی نے اس کو فریڈم ایوارڈ دیا۔ پھر نیلیسن منڈیلا اس نے اپنے ملک کی آزادی کے لئے جیل کے اندر سے تاریخی جدوجہد کی اور کامیاب ہو گیا ہارورڈ یونیورسٹی دنیا کی بہت اچھی یونیورسٹیز میں اس کا شمار ہوتا ہے ۔دوسرا ایوارڈ انہوں نے نیلیسن منڈیلا کو دیا اور آپ کو بتایا تیسرا ایوارڈ کس کو دیا چیف جسٹس افتخار چوہدری کو پاکستان سے، اس کے 153 فیصلوں کا جائزہ لے کر اس کو ایوارڈ دیا ہے کیونکہ وہ گورنمنٹ کے سامنے کھڑا ہوا اور گورنمنٹ نے جہاں جہاں جو جو زیادتیاں کی تھی اور جہاں جہاں بھی اس کو لگا کہ یہ چیز غلط ہے تو وہ عدل اور انصاف کی تلوار بن کر اٹھا کہ کافروں نے بھی اس کو تسلیم کیا اور اس کو ہارورڈ یونیورسٹی کے سکول آف لاء نے فریڈم ایوارڈ دیا میں اخبار پڑھ رہی تھی کہ یہ تین ایوارڈ اس نے دیے ہیں اور آپ سوچیں کہ یہ مشرق کی طرف جو لوگ رہتے ہیں ایشیا کی طرف تو پہلا ایوارڈ وہاں پہ سے کسی کو ملا ہے یہ کتنی بڑی بات ہے لیکن دوسری طرف اپنے ہی اسلامی ملک میں کیا ہے کہ اس کو معزول کر دیا گیا جو اس کے ساتھ جج تھے ان کو بھی وکیلوں کو بھی اور عدل کے لئے وہ لوگ کیا کر رہے ہیں جلسے جلوس نکال رہے ہیں عدل کی بھیک مانگ رہے ہیں تو کیا عمل کے لئے بات پتہ چلتی ہے کہ آپ جس جگہ کھڑے ہیں آپ وہاں پہ عدل کریں آپ اپنے گھر کے اندر اپنے دوستوں کے اندر اپنے رشتہ داروں کے اندر اپنے بچوں کے اندر اگر آپ والدین ہیں تو بچوں کے اندر اگر آپ استاد ہیں تو طالب علموں کے اندر تو یہ چیز ہے جس کو ہمیں قائم کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ بار بار کہتے ہیں کہ نا انصافی کرنے سے کائنات کے نظام میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے عدل بہت ضروری ہے اور عرش کے سائے تلے جن لوگوں کو جگہ ملے گی ان میں سے ایک کون ہے سب سے پہلے جس کا ذکر ملتا ہے عدل کرنے والا حکمران ،عادل حکمران کو عرش کے سائے میں جگہ ملے گی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ عدل کرنے والے تھے بہت تھوڑی حکومت کی ہے انہوں

نے لیکن کیا تھا ان کا شمار جو ہے خلفہ راشدین کے زمانے میں کیا جاتا ہے چار وہ خلیفہ اور پانچواں ان کا نام بھی آتا ہے اور ان کو عمرثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس گھر میں عدل کیا جاتا ہے وہاں برکت ہوتی ہے میں نے آپ کو بتایا نا کہ ابھی دو خریدنے والے ہیں ایک بیچنے والا خریدنے والا اگر وہ سچ بولتے ہیں تو برکت و رحمت ان کو ملتی ہے اور اگر جھوٹ بولتے ہیں دھوکا دیتے ہیں تو برکت اٹھا لی جاتی ہے تو جس ملک میں عدل کیا جاتا ہے، بادشاہ ہے، عدالتیں ہیں، لوگ ہیں، عامل ہیں، گورنر ہیں وہ عدل کرتے ہیں تو اس ملک کی زمین ذرخیز ہوتی ہے وہاں پہ پھلوں میں رس ہوتا ہے۔ان کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور ان کے جو جانور ہیں وہ زیادہ دودھ دیتے ہیں اچھا دودھ دیتے ہیں اور جن ملکوں میں حاکم ہیں، گورنر ہیں، اور ذمہ دار ہیں وہ عدل نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ وہاں سے اپنی برکت رحمت اٹھا لیتے ہیں وہاں پہ جھگڑے لڑائیاں اور کیا ہے کہ جانوروں کا دودھ کم ہو جاتا ہے پھلوں میں رس کم ہو جاتا ہے ایک دفعہ ایک بادشاہ کے بارے میں آتا ہے کہ جا رہا تھا اور اس نے ایک باغ میں پھل دیکھا اور پھل کو توڑا اور پھر اس کے بعد اس کو کھایا بڑا رسیلہ تھا رس سے بھرا ہوا تو اس کی نیت میں فتور آ گیا اس نے سوچا کہ نہیں اس پر مجھے کچھ ٹیکس لگا دینا چاہئے یا اس نے عدل سے ہٹ کر طریقہ سوچا اور بعض کہتے ہیں کہ ٹیکس لگانے کا سوچا کہ میں اس سے اتنے پیسے زیادہ لیا کروں گا اتنا رس والا اور پھر تھوڑی دیر بعد آگے جا کے پھر جب پھل توڑا تو اس کے اندر رس کم تھا اس میں رس نہیں تھا جتنا پہلے میں تھا اس نے کہا کہ اصل میں میری نیت میں فتور آ گیا فوراً اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اس طرح سے لوگ عمل کرتے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو ایک بکریاں چرانے والا جنگل سے شہر کی طرف دوڑنے لگا اس نے کہا کہ مجھے ایسے لگتا ہے کہ عدل کرنے والا بادشاہ دنیا سے اٹھ گیا ہے کیونکہ اس زمانے میں میڈیا تو تھا نہیں موجودہ دور میڈیا کا دور ہے تو کیسے اس کو پتہ چلا ؟ کہتا ہے کہ میرا جو ریوڑ تھا اس میں بکریاں تھیں تو بھیڑیے نے میری بکری کو اٹھا لیا تو میں نے کہا یہ جو ظلم ہوا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ عدل کرنے والا بادشاہ اٹھ گیا ہے۔ زہر سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو مار دیا گیا تھا۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ایک نہیں بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ وہ عدل کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو کھڑا کریں گے اور پھر سب سے پوچھیں گے کہ جو کچھ بھی میں نے تمہیں دیا تھا کیا تم نے اس میں عدل کیا تھا جو صلاحیتیں دیں، جو قوت دی، جو مال دیا، جو اولاد دی، ان سب کے بارے میں انسان سے پوچھا جائے گا۔ **كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ** ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم لوگ بھی عدل کرنے والے بنیں اور میں آپ کے سامنے عدل کے بارے میں ایک چھوٹا سا واقعہ رکھتی ہوں خلیفہ ہشام بن عبد المالک یہ حج کے لئے جب مکہ آیا تو لوگوں سے اس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر کوئی رسول اللہ کے صحابی ہوں اگر وہ زندہ ہیں تو ان کو بلائیں تاکہ میں ان سے مل سکوں ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو لوگوں نے بتایا کہ سب صحابہ فوت ہو چکے ہیں کہنے لگا اچھا کوئی تابعی سہی ؟ صحیح تابعی کون ہوتا ہے؟ جنہوں نے صحابہ کی صحبت پائی چنانچہ حضرت طاؤس بن کسان یمانی رحمہ اللہ علیہ مکہ میں موجود تھے لوگ گئے اور ان کو خلیفہ کے پاس لے آئے جب وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تو اپنے جوتے قالین کے کنارے سے لگا کر اتارے اور اس کو امیر المومنین کہنے کی بجائے کیا کہا السلام علیکم۔ امیر المومنین نہیں کہا اور پھر قریب آ کر بیٹھ گئے ہشام کے چہرے پر غصے کے آثار دکھائی دئیے اس وقت کا دستور تھا کہ خلیفہ کو نہایت عزت اور احترام کے ساتھ امیر المومنین کہہ کر پکارا جائے کیونکہ یہ کنیت تھی لیکن حضرت طاوس رحمہ اللہ علیہ نے کنیت کی بجائے اس سے کہا **کیف انتَ یا ہشام** کہ اے ہشام تو کیسا ہے اب تو ہشام کو اور زیادہ غصہ آیا اور غصے سے باہر ہو کر بولا یا طاؤس آپ کو ایسا کرنے کی جرأت کیسے ہوئی حضرت طاؤس رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا **و ما صنعتُ**

میں نے کیا کیا ہے اب خلیفہ ہشام کے غصے میں اور اضافہ ہو گیا کہ پتہ بھی نہیں چلا کہ غلطی پہ غلطی پہلی غلطی یہ کہ آپ نے قالین کے کنارے سے لگا کر اپنے جوتے اتارے کیونکہ قالین کے ساتھ لگا کر، اس کے کنارے پر جوتے اتارنا یہ ادب کے خلاف ہے دوسری غلطی یہ کی کہ آپ نے مجھے امیر المومنین کہہ کر سلام کیوں نہیں کیا میری کنیت سے پکارنے کی بجائے میرے نام سے کیوں پکارا اور مزید کہہ رہے ہو کہ اے ہشام کیسے ہو بھلا حکمرانوں کو ایسے پکارا جاتا ہے اور پھر اور غلطی یہ کہ میری اجازت کے بغیر میرے پاس آ کر بیٹھ گئے سلام بھی اور جھکنا بھی پھر اجازت ہو تو بیٹھیں یہ ساری چیز یں یہاں حضرت طاؤس رحمہ اللہ علیہ نے فورا جواب دیا ہاں میں نے تمہارے پاس داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے اتارے مگر سنو! میں تو ہر روز پانچ مرتبہ اپنے رب تعالی کے گھر کے دروازے پر جوتے اتارتا ہوں اور وہ کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوا تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہیں امیر المومنین کہہ کر سلام نہیں کیا تو کیا یہ بات ہے کہ تمام لوگ تمہاری خلافت سے راضی ہیں تمام لوگ تمہاری خلافت سے راضی نہیں ہیں اور نہ ہی تمام مسلمان تمہیں امیر المومنین مانتے ہیں لہٰذا اگر میں تمہیں امیر المومنین کہتا تو اس میں جھوٹ کا احتمال تھا اس لئے میں نے امیر المومنین کہہ کر تمہیں سلام نہیں کیا کیونکہ زبردستی کی حکومت تھی اور جب بنو امیہ کا دور آیا اور بنو عباس کا تو کیا تھا کہ خلافت لوگوں کے مشورے سے نہیں بلکہ نسل در نسل منتقل ہونے لگی خلافت ملوکیت میں تبدیل ہو چکی تھی تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہیں کنیت کے ساتھ کیوں نہیں پکارا اور نام لے کر کیوں پکارا اللہ رب العزت نے اپنے دوستوں کو نبیوں کو جب مخاطب کیا تو کیا کہا **یا داؤد ،یا یحییٰ، یا موسیٰ** کہ اپنے دوستوں کو جب پکارا تو نام لے کے پکارا اور اپنے بدترین دشمن کو جب پکارا تو اس کی کنیت سے پکارا **ابی لہب** تمہارا یہ کہنا کہ میں بغیر اجازت کے تمہارے پاس آ کر بیٹھ گیا تو سنو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو امیر المومنین تھے یہ کہتے سنا اگر تو کسی جہنمی کو دیکھنا چاہے تو اس آدمی کو دیکھ لے جو بیٹھا اور اس کے اردگرد لوگ ادب کے ساتھ کھڑے ہوں اس لئے میں کھڑا رہنے کے بجائے بیٹھ گیا۔ خوش آمدی ،اور مختلف قسم کے لوگ اس پاس ہوتے ہیں اور بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جب وہ آئیں تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور پہلے سلام کریں اور جب وہ کھائیں تو دوسرا کوئی نہیں ہونا چاہئے تو اپنے آپ کے لئے اپنی ذات کے لئے وہ دوسروں سے ہٹو بچو اور بڑا ایک مرتبہ چاہتے ہیں خود نہیں چاہنا چاہئے لوگوں کا کام ہے اگر وہ کسی کی عزت کرتے ہیں کیونکہ حکومت دلوں پہ کی جاتی ہے سروں پہ نہیں تو اب کیا ہے کہ خلیفہ ہشام عبد الملک جو تھا یہ بالکل لا جواب ہو گیا اور غصہ ضبط کرنے کے بعد کہنے لگا حضرت آپ مجھے کچھ نصیحت کریں تو حضرت طاؤس رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ جہنم میں پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح لمبے تڑنگے سانپ ہوں گے اور خچروں کی طرح بڑے بڑے بچھو ہوں گے جو رعایہ کے ساتھ عدل و انصاف نہ کرنے والے امیر کو ڈسیں گے تو اگر امیر رعایہ کے ساتھ عدل و انصاف نہ کرے تو اس کو ڈسیں گے تو اگر گھر میں ماں باپ بچوں میں عدل و انصاف نہ کریں وراثت کی تقسیم ہے لین دین ہے یا استاد اپنے طالب علموں کے درمیان عدل و انصاف نہ کریں تو یہ بہت ضروری ہے کہ عدل کیا جائے اور شعیب علیہ السلام کی قوم جو تھی یہ کیا کرتی تھی؟ یہ تجارت میں لین دین میں کمی کرتی تھی، ڈنڈی مارتی تھی، عدل نہیں کرتی تھی۔ تو یہاں پر پھر ہمارے لئے عمل کا اصول کیا آتا ہے۔ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں اکثر ماننے والے نہیں ہیں زیادہ تر لوگ نہیں مانتے۔ **وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی ہے تو آئیے یہ ساری قوموں کے واقعات میں سے ہم عمل کے لئے اصول نکالیں اور ہم سوچیں کہ اللہ تعالی نے آٹھ دفعہ یہ **آیات ترجیع** جو ہیں ان کو بیان کیا کہ پچھلی قوموں کے واقعات میں اے لوگو تمہارے لئے نشانیاں ہیں تو کیا ہو تم اللہ سے ڈرنے والے؟ کیا ہو تم اللہ کی اطاعت کرنے والے؟ کیا ہو تم اللہ تعالی کے آگے

جھکنے والے ؟ تو جب اللّٰہ کا کسی کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ کیا کرتا ہے کہ وہ اللّٰہ تعالی کے آگے اپنے آپ کو جھکاتا ہے وہ اللّٰہ کا ہو جاتا ہے آپ دیکھیے ان قوموں کے واقعات میں ہر نبی نے بار بار اپنی قوم سے کہا کہ اللّٰہ کا تقوی اختیار کرو اللّٰہ سے ڈرو تو اصل بات کیا ہے کہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے نمبر 1- کہ ہم بھی اللّٰہ کا تقوی اختیار کریں ہم اللّٰہ تعالی سے ڈریں اور نمبر 2- ہم اپنے عقائد درست کریں نمبر دو نمبر 3- رسول اللہ ﷺ کی ہم اطاعت کریں یہ بہت ضروری ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ کی اطاعت کی جائے ان کو اپنا مثالی نمونہ مانا جائے کیونکہ اللّٰہ کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرنا ان سے خالی پیار کرنا لیکن آپ کا جو اسوۂ ہے اس کو اپنی زندگی میں نافذ نہ کرنا تو یہ اللّٰہ تعالی کی نافرمانی ہے یہ چیز اللّٰہ تعالی کو سخت ناپسند ہے پھر اس کے بعد ہمارے لئے چوتھا عمل کیا پتہ چلتا ہے کہ جس وجہ سے جس قوم پر عذاب آیا ہے ہم وہ کام کرنے والے نہ بنیں جیسے ہم جنس پرستی ہے جیسے تجارت میں لین دین میں کمی کرنا ہے جیسے اونچے اونچے بڑے بڑے گھر بنانا ہے ان کو سجانا بس گھروں کی ہی فکر ہے اپنے کھانے پینے ہی کی فکر ہے اسراف کرنا اور اس کے علاوہ فرعون نے کیا کیا اس نے بھی تکبر کیا قوم ثمود نے تکبر کیا اسراف کیا اور اس کے علاوہ حضرت ھود علیہ السلام کی قوم اس نے بھی مذاق اڑایا وہ قوم بھی حد سے گزر گئی تو ان ساری باتوں سے جو میرے اور آپ کے لئے بات پتہ چلتی ہے وہ کیا ہے کہ وہ عمل میں اور آپ نہ کریں جو کہ ان قوموں نے کیے پھر کریں کیا ساری باتوں کو اگر میں اور آپ سمیٹ لیں تو عمل کے لئے اصول یہ نکلتا ہے کہ میری اور آپ کی زندگی میں تقویٰ ہونا چاہئے کہ بات کریں تو وہ بھی نپی تلی قدم اٹھائیں تو وہ بھی نپا تلا کیوں سوچ کر اپنا قدم اٹھائیں کہیں اللّٰہ تعالی کی نافرمانی نہ ہو جائے کہیں ہم اللّٰہ تعالی کو ناراض نہ کر دیں اب آپ دیکھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک بیٹے نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں جڑنے کے لئے ایک ہزار درہم نگینہ یعنی جو نگینہ خریدا جو اس کے اندر پتھر لگانا تھا وہ ایک ہزار درہم کا لیا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللّٰہ علیہ کو جب پتہ چلا تو آپ نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ہزار درہم میں نگینہ خریدا ہے تم اس نگینے کو فروخت کر دو اور اس کی قیمت سے ایک ہزار بھوکے لوگوں کو کھانا کھلا دو اور چینی لوہے کی کوئی انگوٹھی بنوا لو یعنی تم ہزار درہم کے پتھر کو لگا کر انگوٹھی پہننے والے ہو اس کی بجائے کوئی لوہے کی انگوٹھی بنواؤ اور اس پر یہ لکھواؤ " **اللّٰہ تعالی اس بندے پر رحم کرے کہ جس نے اپنی حقیقت پہچان لی**" یہ ہے تقویٰ -والدین تقویٰ اختیار کریں گے تو بچوں کو نصیحت کریں گے اور خود ان کی زندگی میں تقویٰ ہو گا اور اسی طرح بچے تقویٰ اختیار کریں گے- استاد تقویٰ اختیار کرے گا تو اس کا اثر بچوں پر ہو گا خود اس کی اپنی زندگی پر اثر ہو گا- ایک ہے تقویٰ اور ایک ہے فتوی- بار بار جو بات سامنے آتی ہے کہ ہم اللّٰہ کا تقویٰ اختیار کریں اور دنیا سے کچھ نہ چاہیں تعریف، شاباش، دنیا، پیسہ بلکہ اللّٰہ سے اجر کی امید رکھیں- ہر حال میں دعویٰ کا کام کرتے رہنا ہے پیغمبرانہ کردار ادا کرتے رہنا ہے

ؔ " سیدھے رستے سے جو بھٹک جاتے ہیں لوگ
انھیں سیدھا رستہ دیکھاؤ تو کوئی بات بھی ہے "

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے آمین- ہم سے راضی ہو جائے تمام مسلمانوں سے راضی ہو جائے اور ایسا عمل کرنے کی توفیق دے جو کہ پسندیدہ اور قابل قبول ہو اور ہمیں نفس مطمئنہ میں شامل کر لے